اقوال زریں

حضرت سلیمانؑ

☐ بہترین خیرات تعلیم ہے ☐ عمدہ تعلیم سب سے اچھا زیور ہے ☐ عقل مند علم دوست اور کم گو ہوتا ہے اور احمق بھی جب تک خاموش رہتا ہے عقلمند شمار ہوتا ہے ☐ علم اور خوف خدا سے عزت ملتی ہے ☐ وہ شخص جو اپنے گناہوں کو چھپاتا ہے کامیاب نہ ہوگا مگر جو گناہ کا اقرار کر کے اسے چھوڑ کر توبہ کرتا ہے اس پر رحمت ہوگی ☐ کسی شخص کا تعلیم یافتہ ہونا اس کی بہترین مالیت ہے ☐ جنگل کے وحشی جانور سے پہلے اسے چھوڑ دو ☐ تیرے ماں باپ نے جو قدم حد و بانھی میں ان کو مت سرکاؤ ☐ ٹھیلے بول غصے کو رفع کرتے ہیں۔

”آپریشن الاقصیٰ“ کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

ڈاکٹر محمد ضیاء اللہ

ارض مقدس فلسطین جس کو سرزمین انبیاء کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے اور جہاں وہ مسجد اقصیٰ واقع ہے جس کو مسلمانوں کا قبلۂ اولیٰ ہونے کا شرف اور معراج کے موقع پر تمام انبیاء کا اکتزاں نبی کے پیچھے نماز ادا کرنے کے لئے مصلیٰ ہونے کا امتیاز حاصل ہے دو سرزمین گزشتہ 8 دہائیوں سے ایک ایسی قوم کے ناجائز قبضہ میں موجود ہے جو خدا کے پیغام سے واضح رو گردانی اور انبیاء کے ساتھ بدسلوکی بلکہ ان کے قتل کے جرائم میں ملوث ہونے کی بنا پر مبغوض اور راندۂ درگاہ قرار پا چکی ہے۔ اسی مبغوض قوم سے اس ارض مقدس کو آزاد کروانے کی خاطر وہاں کی مزاحمت پسند تنظیمیں سرگرم عمل ہیں کیونکہ ان کا پختہ عقیدہ ہے کہ فتح و کامرانی آخرکار ان کے حصہ میں آئے گی۔ ان مزاحمت کاروں میں سب سے ممتاز جماعت کا نام اسلامی تحریک مقاومۃ ہے جس کو مختصر طور پر ’حماس‘ کہا جاتا ہے لیکن یہ فلسطین کی اکثریتی جماعت نہیں ہے جو فلسطین کی آزادی کے لئے اپنی قربانیاں پیش کر رہی ہے۔ اس کے علاوہ بھی کئی جماعتیں مثلاً ’حرکۃ الجہاد الاسلامی‘ وغیرہ ہیں جو اس مقصد میں شامل اور باہم متحد ہو کر اپنی آزادی کے لئے کوشاں ہیں۔ 7 اکتوبر 2023 کو اسرائیل کے خلاف جو ’آپریشن الاقصیٰ‘ انجام دیا گیا تھا اور جس کے نتیجے میں آج تک اہل فلسطین بالخصوص اہالیان غزہ درج صیہونی بربریت کے نشانہ پر ہیں اس آپریشن میں حماس کی مسلح جنگ القسام اور ’حرکۃ الجہاد الاسلامی‘ نے بنیادی طور پر حصہ لیا تھا۔ حماس کی مسلح جماعت کا یہ اقدام درست تھا یا نادرست اس پر آج تک بحث جاری ہے۔ خود فلسطین کے اندر موجود ’پی ایل او‘ جیسی جماعتوں کا ماننا ہے کہ اس طرح کے آپریشن درست نہیں تھا کیونکہ اس کے نتائج کا پیش نظر نہیں رکھا گیا اور یہی وجہ ہے کہ اب تک 37 ہزار سے زائد فلسطینی شہید ہو چکے ہیں اور 80 ہزار سے زیادہ لوگ زخمی ہیں جن کے علاج کے لئے نہ اسپتال مہیا ہیں اور نہ دوائیں۔ یہاں تک کہ ہر قسم کی امداد پر اسرائیل نے روک لگا رکھی ہے جس کے نتیجہ میں اہل فلسطین بھوک و پیاس اور بے انتظامی تعفن کی وجہ سے بھی فوت ہو رہے ہیں۔ ویسے بھی شہداء اور زخمیوں میں زیادہ بڑی تعداد بچوں اور خواتین کی ہی ہے۔ ’آپریشن الاقصیٰ‘ کے نتیجہ میں پوری فلسطینیوں کو اتنی بھاری قیمت چکانی پڑ رہی ہے اس لئے فتح اور اس کی ہمنوا تنظیمیں ’حماس‘ اور ’الجہاد الاسلامی‘ کے ذریعہ 7 اکتوبر کو اسرائیل کے خلاف کئے گئے ’آپریشن الاقصیٰ‘ کو غیر مناسب اور غیر ضروری قرار دے رہے ہیں۔ شاید مسلم دنیا میں بھی مسلمان عوام و خواص میں ایسا ایک طبقہ موجود ہوگا جو اس ’آپریشن‘ کو غیر ضروری قرار دے رہے ہوئے اس کی حمایت نہ کرتے ہوں، لیکن کیا ایسا سوچنا حقیقت حال کے مطابق ہے؟ کیا ’حماس‘ اور ’القسام‘ کی قیادت کو اس کا اندازہ نہیں تھا کہ اسرائیل کا ردعمل بہت بھیانک ہوگا اور اس کی بڑی قیمت چکانی پڑ سکتی ہے؟ انہیں یقیناً اس بات کا پورا پورا اندازہ تھا۔ اور اب سوال یہ اٹھتا ہے کہ انہوں نے جان بوجھ کر ایسا قدم کیوں اٹھایا جس کے بھیانک انجام تک سے وہ واقف تھے؟ اس کا جواب معلوم کرنے کے لئے ایک عام قاری کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ اس ’آپریشن‘ سے قبل اہل فلسطین کس طرح کی زندگی گزار رہے تھے یا مسئلہ فلسطین کی کیا حیثیت رہ گئی تھی اس کو سمجھ رہے ہیں۔ اسرائیل کا رویہ اتنے برسوں میں اہل فلسطین کے ساتھ کیسا تھا؟ خود فلسطین کی وہ جماعتیں جو آج ’حماس اور الجہاد الاسلامی‘ کو محض طعن کر رہی ہیں کیا ان کی پالیسیاں فلسطین کے حق میں مفید ثابت ہوئی ہیں؟ جو شخص مسئلہ فلسطین کے ان تمام پہلوؤں سے واقف ہوگا وہ یہ بھی جانتا ہوگا کہ اسرائیل کا رویہ پوری مدت میں صرف غرور و بہت دھرمی کا رہا ہے اور اس کی تمام تر توجہات مسئلہ فلسطین کو جڑ سے ختم کر دینے پر مرکوز رہی ہیں۔ ’آپریشن الاقصیٰ‘ کے ذریعہ فلسطینی مزاحمت کاروں نے جو مقاصد حاصل کئے ہیں ان میں یہ دونوں باتیں پائی جاتی ہیں کہ ایک طرف تو انہوں نے صیہونی غرور کو توڑا ہے اور دوسری طرف مسئلہ فلسطین کو از سر نو زندہ کر کے اسے عالمی نقشہ پر پوری قوت کے ساتھ ڈال دیا ہے۔ ’آپریشن الاقصیٰ‘ نے یہ ثابت کیا ہے کہ اسرائیل جن وسائل پر اپنی سلامتی کے لئے انحصار کرتا تھا اور ان پر وہ ناز بھی تھا ان وسائل کی اتنی حیثیت نہیں ہے کہ ناجائز صہیونی ریاست کو امن و سلامتی مہیا کرا سکے۔ اپنے وسائل و دفاع و گھمنڈ کی بدولت اسرائیل مسلسل فلسطینی زمینوں پر قابض ہوتا رہا تھا اور ان پر ناجائز یہودی بستیاں بناتا رہا۔ اہل فلسطین کو ان زمینوں سے محروم کرتا رہا تھا۔ لیکن فلسطینی مزاحمت کاروں نے اس بات کا ثبوت پیش کر دیا کہ صہیونیوں کے لئے ہمیشہ یہ راستہ اتنا آسان نہیں ہوگا اور جب تک مسلح جماعتیں اپنی زمین و تاریخ کی حفاظت کے لئے کمربستہ رہیں گی تب تک اسرائیل کے مقاصد پورے نہیں ہو سکتے۔ اگر گزشتہ 8 دہائیوں کی اسرائیلی حرکتوں کا جائزہ لیا جائے تو سوائے اس کے کوئی دوسرا پہلو سامنے نہیں آتا کہ اسرائیل نہایت مغرور ہو چکا تھا اور اس کے غرور کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ اسرائیل کے ناجائز قبضہ کے خلاف جہاد و نضال کے لئے کوئی جماعت نہ کھڑی ہو پائے۔ تمام قسم کے آلات حرب و ضرب سے لیس صیہونی ریاست کے دل میں یہ خوف ہر وقت جنگی لیتا رہتا تھا کہ کہیں کوئی ایسی طاقت جنم نہ لے جو اس کی قوت سے بے خوف ہو کر اس کے وجود کو چیلنج کرنے کے لئے سامنے آ جائے۔ اسرائیل کا یہ خوف ہی اس کی سب سے بڑی کمزوری رہا ہے۔ اسی لئے جب 7 اکتوبر کا آپریشن عمل میں آیا تو اسرائیل کا پورا وجود لرز اٹھا کیونکہ اس آپریشن نے صہیونی سلامتی کی دیوار میں اتنا بڑا سوراخ پیدا کر دیا کہ وہاں سے اس کی سلامتی کے سارے راستے کھل جاتے ہیں۔ اسرائیل کے اس غرور کی گرچہ بہت بڑی قیمت اہل فلسطین نے چکائی ہے اور اب تک چکا رہے ہیں لیکن اسرائیل انہیں اس بات پر مجبور کرنے میں بری طرح ناکام رہا ہے کہ وقتی آزادی کی راہ میں نضال و جہاد کا راستہ ترک کر دیں۔ اسرائیل کو اپنی قوت کا جو زعم تھا وہ اس کے لئے کافی فریب کن ثابت ہوا ہے کیونکہ ایک طرف تو فلسطینیوں کے دل و دماغ سے ہر قیمت پر حصول آزادی کا شعور ختم نہ ہو سکا اور دوسری طرف اپنی قوت کے بل پر اسرائیل جو ریاست فلسطین کے قیام کے بغیر ہی اس خطہ میں ایک فطری ریاست بننے کا خواب دیکھ رہا تھا وہ بھی چکنا چور ہو گیا۔ یہ اسرائیل غرور ہی کا نتیجہ تھا کہ اہل فلسطین کے سامنے کوئی دوسرا چارہ کار نہیں رہا اور مجبوراً انہیں اس راستہ کو اختیار کرنا پڑا جس پر چلنے کی قیمت بہت مہنگی ہے۔ لیکن قضیہ فلسطین تاریخ کے جن پرخم راستوں سے ہو کر گزرا ہے ان میں اہل فلسطین ایسی قیمتوں کی ادائیگی کے عادی ہو چکے ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے جب بھی کبھی امن و سلامتی کے راستے سے اس مسئلہ کو حل کرنا چاہا تبھی بس ذلت و ناکامی کا ہی سامنا کرنا پڑا۔ اس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ پی ایل او نے امن و سلامتی کے راستہ سے مسئلہ فلسطین کا حل نکالنا چاہا لیکن اسرائیل نے فلسطینیوں کے اس قدم کو ہی اپنی سب سے بڑی طاقت میں تبدیل کر لیا اور ارض فلسطین پر اپنے ناجائز قبضہ کو مزید طویل کرنے کے لئے استعمال کیا۔ 1993 کے دسلو معاہدہ اور اس کے مابعد کی تاریخ کو اسی تناظر میں دیکھنا چاہئے۔ فلسطینیوں نے اسلو سے یہ سچ تجربہ حاصل کیا کہ اسرائیل کو امن و سلامتی میں کوئی دلچسپی نہیں ہے بلکہ جب بھی کبھی اہل فلسطین کی جانب سے ایسی کوئی پیشبد کوشش کی گئی اس کے معاہدہ میں اسرائیل نے فلسطینی جماعتوں اور قیادتوں کے درمیان انتشار کو بڑھاوا دے کر اپنی آبادکاری کی اسکیم کو وسیع تر بنانے اور فلسطین پر اپنے قبضہ کے دائرہ کو وسعت دینے پر توجہ مرکوز کر دی۔ اس کے علاوہ جن جماعتوں نے اسرائیل کے ساتھ مصالحت اور امن و سلامتی کا ہاتھ بڑھایا ان کو اس قدر بے قیمت اور بے جان بنا دیا کہ آخر کار وہ خود اسرائیلی آبادکاری کے لئے آلہ اور ذریعہ بن گئیں۔ گویا یہ کہا جا سکتا ہے کہ فلسطین کی آزادی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ فلسطینی جماعتوں اور تنظیموں کا آپسی انتشار نہیں بلکہ خود اسرائیل کی اپنی مذموم حرکت رہی ہے۔ مغربی طاقتیں اسرائیل کی اس حرکت پر پردہ ڈالتی رہی ہیں اور اسرائیل کے غرور کو بڑھاوا دیتی رہتی ہیں اور بلاوجہ ہی مزاحمت کاروں کو 7 اکتوبر کے لئے ذمہ دار قرار دینے کی ضد پر اڑی ہوئی نظر آتی ہیں۔ مغرب کے اس رویہ کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ وہ خود ہی اسرائیل کے غرور کو تحفظ فراہم کرتا رہا ہے۔ مغرب کو معلوم ہے کہ اگر وہ اسرائیل کو اس کے غرور کی چھت پر سے نیچے اتارنے کی کوشش کرے گا تو خود اس کا جرم پوری دنیا کے سامنے آشکارہ ہو جائے گا اور اسی لئے وہ اسرائیل کے بجائے مزاحمتی تحریکوں کو مورد الزام ٹھہراتا ہے تاکہ دنیا کی توجہ اس کے داغ دار کردار پر نہ پڑے۔ ’آپریشن الاقصیٰ‘ کا سبب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اس کی وجہ سے یہ بات مسلم ہو گئی کہ جب تک فلسطینیوں کو اس کی اپنی آزاد ریاست نہیں مل جاتی تب تک اسرائیل کے لئے بھی ایک فطری ریاست کے طور پر اس طرح باقی رہنا کبھی ممکن نہیں ہوگا کہ اس امن و سلامتی کا مدنہ دیکھنا نصیب ہو اور وہ اس خطہ میں ضم ہو کر رہ دے گا۔ اس لئے ضروری ہے کہ اسرائیل اپنے غرور سے باز آئے، قضیہ فلسطین کو ختم کرنے کے بجائے فلسطینیوں کو ان کے جائز حقوق سے لطف اندوز ہونے کی راہ ہموار کرے اور ایک ذمہ دار ریاست کے طور پر عالمی قوانین کی پاسداری کرے اور ان پر عمل کر کے یہ ثابت کرے کہ وہ عدل پر مبنی عالمی نظام کے قیام میں اپنا کردار ادا کرنے میں خبیدہ ہے۔ اگر ایسا نہیں کیا گیا تو یہ جنگ آخری جنگ نہیں ہوگی۔ اسرائیل کے غرور کے لئے ایک نئی تحریک مقاومت پیدا ہوگی جو اپنے حق کی بازیابی تک خاموش نہیں بیٹھے گی۔

> مغرب کو معلوم ہے کہ اگر وہ اسرائیل کو اس کے غرور کی چھت سے نیچے اتارنے کی کوشش کرے گا تو خود اس کا جرم پوری دنیا کے سامنے آشکارہ ہو جائے گا اور اسی لئے وہ اسرائیل کے بجائے مزاحمتی تحریکوں کو مورد الزام ٹھہراتا ہے تاکہ دنیا کی توجہ اس کے داغ دار کردار پر نہ پڑے۔

منظر نامہ

مضمون نگار سنندر فار انڈیا ویسٹ ایشیا ڈائیلاگ کے وزیٹنگ فیلو ھیں

روزنامہ راشٹریہ سہارا
ROZNAMA RASHTRIYA SAHARA PATNA

نیٹ یوجی امتحان کا تنازع

نیٹ یوجی امتحان میں مبینہ دھاندلی، پیپر لیک اور ایک ہی سینٹر کے نصف درجن طلبا سمیت 167 امیدواروں کا 720 میں سے 720 نمبر آنے کا معاملہ اتنا ہنگامہ خیز ہوگا اور طول پکڑے گا، کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ سرکار کیطرف سے بعد دیگر کدم اقدامات کرتی جارہی ہے اور ہنگامے و مظاہرے میں کوئی کمی نہیں آرہی ہے۔ کبھی بھی کیسے آئے، جب یہ معاملہ امتحان میں بیٹھنے والے مصرف 24 لاکھ طلبا کے مستقبل سے جڑا ہوا ہے، بلکہ اس میں ان کے کنبے کو شامل کرلیا جائے، تو متاثرین کی تعداد ایک کروڑ تک پہنچ جاتی ہے گی۔ ان کے علاوہ ملک بھر میں نیٹ کی تیاری کرانے والے کوچنگ سینٹروں کا تشتیل بھی داؤ پر لگا ہوا ہے، کیونکہ نتائج کچھ اس طرح آئے ہیں کہ بڑے بڑے کوچنگ سینٹروں کے پنچے ٹاپرز کی فہرست میں نہیں ہیں۔ اس سے ان کی امیج اور ریکارڈ خراب ہورہا ہے۔ امسال داخلہ کیلئے آنے والے طلبا کو اپنی جگہ کارکردگی دکھانے کیلئے ان کے پاس پہنچنا ہے۔ ایک امتحان کا رٹ تکنے امتحانات پر پڑ گیا۔ اگر چہ نیٹ یوجی امتحان منسوخ نہیں ہوا، لیکن یوجی سی نیٹ کا امتحان ہونے کے بعد منسوخ ہوگیا، جبکہ این سی ای ٹی، سی ایس آئی آر یوجی سی نیٹ اور نیٹ پی جی کے امتحانات اگلے حکم تک ملتوی کردیئے گئے۔ این ٹی اے امتحانات کی تاریخوں کا اعلان بعد میں کیا جائے گا۔ ان چاروں امتحانات کیلئے جتنے طلبا نے فارم بھرے تھے، وہ سبھی غیر یقینی کیفیت کے شکار ہیں۔ مرکزی حکومت الگ پریشان ہے۔ ہر دن نیٹ یوجی امتحان میں مبینہ گڑبڑی کو لے نیا نیا قبلہ کررہی ہے۔ سرکار نے نیشنل ٹیسٹنگ ایجنسی (این ٹی اے) کے ڈائریکٹر جنرل سبودھ کمار کو ہٹا کر ان کی جگہ رنجیت ڈاگی اے ایس افسر پردیپ سنگھ گھر والا کو ذمہ داری سونپ دی۔ پہلے این ٹی اے کی کوئی غلطی نہ ماننے والے مرکزی وزیر تعلیم دھرمیندر پردھان نے بھی تسلیم کیا کہ ایجنسی میں اصلاح کی ضرورت ہے اور اصلاح کیلئے اسرو کے سابق چیئرمین ڈاکٹر کے راد ھاکرشن کی سربراہی میں 7 رکنی اعلیٰ سطحی کمیٹی تشکیل دے دی، پھر نیٹ یوجی امتحان میں سب سے بڑے الزام مبینہ پیپر لیک کی انکوائری ہی آئی کی سونپ دی، جس کی مانگ سپریم کورٹ میں داخل عرضیوں میں بھی کی گئی۔ مظاہرہ کرنے والے طلبا اور اپوزیشن پارٹیوں کے لیڈران بھی کررہے تھے۔ سی بی آئی نے پہلی ایف آئی آر بھی درج کرلی۔ اب صرف نیٹ یوجی امتحان کو منسوخ کرنے کا سب سے بڑا مطالبہ رہ گیا ہے، جس پر نہ حکومت تیار ہے اور نہ سپریم کورٹ میں اس معاملہ میں کوئی پیش رفت ہوئی ہے۔ نیٹ یوجی امتحان تنازع میں سرکار اپنے طور پر الگ قدم اٹھارہی ہے اور سپریم کورٹ وملک کے متعدد ہائی کورٹوں میں الگ اس کا معاملہ چل رہا ہے۔ این ٹی اے نے سپریم کورٹ میں ایک عرضی داخل کر کے ہائی کورٹوں میں داخل تمام عرضیوں کو یکجا کرنے کی مانگ کی ہے۔ وقت کے ساتھ خود سپریم کورٹ میں اب تک 5 عرضیاں داخل کی جاچکی ہیں، جن میں سے ایک معاملہ کو ابھی تک نمٹایا گیا ہے، جو امتحان میں گریس مارکس پانے والے 1563 امیدواروں سے متعلق ہے۔ این ٹی اے نے اپنی غلطی مان لی، ان کے گریس مارکس ختم کردیئے گئے اور دوبارہ امتحان لیا گیا، ان کے نتائج 30 جون کو آئیں گے، تاہم سپریم کورٹ نے کونسلنگ پر روک لگانے سے انکار کردیا، جو 6 جولائی سے شروع ہوجائے گی، البتہ کورٹ نے یہ بات کہی ہے کہ اگر امتحان کو منسوخ کیا جاتا ہے، تو کونسلنگ اور اس کی بنیاد پر ہونے والے داخلے بھی منسوخ ہوجائیں گے۔ بہر حال 8 جولائی کو پھر سے معاملہ کی سماعت ہوگی۔ فی الحال سرکار نے اپنے تیور دکھا دیئے کہ وہ نیٹ یوجی امتحان کو منسوخ کرنے کے حق میں نہیں ہے، لیکن طلبا اور کوچنگ سینٹر اس سے کم پر تیار نہیں ہیں۔ پارلیمنٹ کا اجلاس شروع ہونے پر یہ معاملہ اور بھی گرم ہوسکتا ہے، کیونکہ اپوزیشن پارٹیاں زوردار طریقے سے اسے پارلیمنٹ میں اٹھائے گی اور حکومت کو گھیرنے کی کوشش کرے گی۔

نیٹ یوجی کا معاملہ آگے کس رخ پر جائے گا، یہ بہت حد تک سپریم کورٹ میں سماعت پر منحصر ہے۔ فی الحال حکومت بیک فٹ پر داؤ میں نظر آرہی ہے۔ وہ طلبا کی ناراضگی دور کرنے اور انہیں خاموش کرنے کیلئے مسلسل ہتھکنڈے استعمال کررہی ہے۔ ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ نکلی سطح پر ہونے والے بارہ نیٹ میں طلبا کے جتنے بڑے بڑے عزائم ہوتے ہیں اور وہ جتنی محنت کرتے ہیں۔ امتحانات کے وقار اور ان پر بھروسہ کو برقرار رکھنے کی ضرورت ہے۔ یہ صرف نوجوانوں کے مستقبل کا نہیں، ملک کے مستقبل کا بھی سوال ہے۔ ایک بار بھروسہ اٹھ گیا تو دوبارہ قائم کرنا آسان نہیں ہوگا۔

edit2sahara@gmail.com

2024 کے لوک سبھا انتخابات اور مسلمان

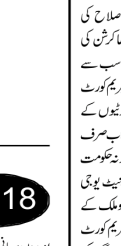

شاہد زبیری

18 ویں لوک سبھا کے 2024 انتخابات کے نتائج نے سب سے زیادہ جس پارٹی کی امیدوں پر پانی پھیرا ہے وہ بی جے پی ہے۔ 10 سال سے برسر اقتدار بی جے پی کو ہٹا کر سنگھ کی راہ والی بی جے پی میں اسے لے کر نیچے سے اوپر تک سرپھٹول جاری ہے۔ شکست کے اسباب کے الگ الگ جائزوں میں الگ الگ وجوہات سامنے آرہی ہے ایک بات ان سب جائزوں میں قدر مشترک کے طور پر جو ابھر کر آرہی ہے وہ یہ کہ مسلم ووٹ یکمشت طور پر بی جے پی مخالف پارٹیوں کے کھاتہ میں چلا گیا۔ سی ڈی ایس کے سروے میں بھی یہ بات سامنے آئی کہ پورے ملک میں 65 فیصد سے زائد مسلمانوں نے بی جے کے خلاف ووٹ دیا ہے جبکہ یوپی کی تصویر اور چونکا دینے والی ہے یوپی کے مسلمانوں کا 92 فیصد ووٹ بی جے پی کے خلاف گیا ہے اور انڈیا الائنس خاص طور پر سماجوادی پارٹی کے حق میں گیا ہے۔ بی جے پی کو سیٹوں کے لحاظ سے سب سے زیادہ نقصان بھی یوپی میں ہوا ہے۔ یوپی کی لگاتار بی جے پی کی ارانوں کی لٹیا ڈبوتی ہے۔ سنگھ نے بی جے پی کے ٹنک خواروں میں سنگھ نے بی جے پی کو مسلم فرنٹل آرگنائزیشن میں مسلم راشٹریہ منچ یا اسلم ایپ سنگھ یعنی مورچہ یا بنگر مورچہ اور جماعت علماء وغیرہ وغیرہ یا وقف بورڈ اور مدرسہ بورڈ اور ان کے جنبر میں بیٹھا رکھے کوئی بھی بھلی چھوڑ نہیں پایا ہے اور مسلم ووٹوں کو بی جے پی کھاتہ میں ڈلوانا تو دور وہ اور اثر اور ان کو تقسیم کرانے میں بھی کامیاب نہیں ہو پا رہے اس کا افسوس تو بی ایس پی سپریمو مایاوتی کو بھی ہے کہ بی ایس پی نے اتنے مسلمان ٹکٹ دیئے پچھڑے اپنی ذہنیات تک نہیں بچا پائے اور مسلم ووٹ نہیں لے پائے اور بی جے پی کا ساتھ دیا تھا۔ گرلبریج کی بات مانیں کہ مسلم لیگ کی جانب اس وقت کرناٹا پاکستان کی حمایت کرتا تھا تو کوئی پوچھے جن سنگھ کے بانی شیاما پرساد مکھرجی بنگال کی بنده مہا سبھا اور مسلم لیگ کی سرکار میں وزیر کیوں تھے کیا بنده مہا سبھا اور شیاما پرشاد مکھرجی بھی پاکستان کے حامی تھے یہی نہیں صوبہ سندھ میں بھی ہندو مہا سبھا اور مسلم لیگ کی سرکار میں تھیں۔

لمحۂ فکریہ

دوسرے بی جے لیڈروں نے یہ تو تسلیم کیا کہ ان کے امیدوار پانی اگر پھرا ہے تو اس کی وجہ مسلم ووٹ رہے جو بی جے پی کے خلاف بی جے پی مخالف پارٹیوں کے کھاتہ میں چلے گئے، اطلاع کہ بی جے پی خاص طور مودی، امت شاہ اور یوگی کل تک 80-70 کا فارمولہ جب میں لے چکے تھے اور صاف کہتے تھے کہ ان کو مسلمانوں کے ووٹ کی ضرورت ہی نہیں۔ غیر بی جے پی پارٹیاں بھی بی جے پی کے گڑھے گئے بیانیہ کے دباؤ میں آکر مسلمانوں کا نام لیتے ہوئے ڈرتی ہیں اور مسلمانوں کا نام لیتے ہوئے ان کے لیڈروں کی زبانوں پر بھی آپے پڑ جاتے ہیں لیکن 2024 کے لوک سبھا انتخابات میں ان کی ریڑھ کی ہڈی مسلم ووٹوں کی وجہ سے مضبوط ہوئی ہے جبکہ پوری انتخابی مہم میں مسلمانوں کے مسائل کا ان پارٹیوں نے ذکر تک بھی گوارا نہیں کیا۔ یہی رویہ ٹکٹوں کی تقسیم میں دکھائی دیا۔ سماجوادی پارٹی جو کل تک ایم وائی کے فارمولہ پر انتخاب لڑتی رہی اس مرتبہ اس نے PDA فارمولہ کے تحت ٹکٹ بھی پسماندہ بنده برادریوں کے کھاتے میں دیئے گئے مسلمانوں کے حصہ میں کم آئے جبکہ بگڑی ہوئی بات پر کرار مسلم ووٹوں کا رہا جبیسا کہ سی ڈی ایس کے جائزے میں سامنے آیا ہے۔ بی جے پی حلقوں کی طرف مسلم ووٹوں کے بی جے پی مخالف ہونے کا توصاف طور شکوہ بھی کیا جارہے اور نارضگی بھی جتائی جارہی ہے کہ مودی سرکار کے اتنے احسانات کے باوجود مسلمانوں نے بی جے پی کے خلاف ووٹ دیا جس کی وجہ سے بی جے پی کمنڈلب بام کو چھوتے چھوتے رہ گئی۔ بقول ملبر بیج پر بلند مودی کے پیغام کی وجہ سے ہندو اور نیل مسلمانوں کا دل جیت نہیں پایا تو مودی شاہ اور یوگی کیسے کامیاب ہو سکتے ہیں۔ وزیر اعظم مودی نے مسلمانوں کے بارے جس طرح کی گندی اور گھٹیا زبان استعمال کی ان کی جو تصویر پیش کی پھر بھی بی جے پی کو یہ امید کیسی تھی کہ مسلمان بی جے پی کو ووٹ دیں گے۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ مسلم نوجوان جیلوں میں ڈالے جائیں، یکساں سول کوڈ ہی اسے اور ارین آرسی تھا رکھی ان کے سروں پر لٹکائی جائے ان کے گھروں مدرسوں اور مساجد پر بلڈوزر چلائے جائیں، گھروں کے فرنج کھگالے جائیں پھر بھی بی جے پی کو مسلمانوں کے ووٹوں کی آس ہے۔ اس سادی پکون نہ مر جائے اسے خدا شکر ہے کہ مسلم ووٹوں کی اہمیت کا اعتراف قوبی جے پی نے کیا۔ بی جے پی مخالف پارٹیوں نے تو اس کا اعتراف تک نہیں کیا۔ یہ اکیلا کون اس کا بیان سامنے آیا۔ غیر بی جے پی پارٹیاں یہ سمجھ بیٹھی ہیں کہ مسلم ووٹ ہمارے سوا آخر کہ کھاتہ میں جا کہ گویا کہ بی جے پی کو ہرانے اور سیکولرزم کی ڈولی کا کہار بننے کی ذمہ داری صرف مسلمانوں کے سر رکھی گئی ہے۔ گزشتہ انتخابی مہم میں بھی مسلمانوں نے کیشت ساجوادی پارٹی کو ووٹ دیا تھا اور بغیر کسی اینڈنڈ اور بغیر کسی شرط کے۔ اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ ملک کے موجودہ سیاسی تناظر میں مسلم سیاسی جماعت کی ضرورت ہے یہ بے وقت کی رائے ہے۔ ہاں جو مہلت بچی ہے اس کا تقاضہ ہے کہ تعلیمی اور معاشی میدانوں میں مسلمان آگے بڑھیں، مذہبی اور عصری تعلیم میں توازن کا خیال رکھتے ہوئے تعلیمی ادارے قائم کئے جائیں، کوچنگ گروپ بنائے جائیں، مسلم نوجوانوں کو سیاسی تربیت دی جائے، ملبر جوڈیشیری، پولیس اور سول سروسز کی تیاری پر توجہ اور ترغیب دلائی جائے اس کے مواقع مہیا کرائے جائیں اور اسی کے ساتھ ساتھ سیاسی مخالف خانی نہ چھوڑا جائے اور سوجھ بوجھ کے ساتھ اسی طرح سیاسی حیثیت منوائی جائے جیسا 2024 میں منوائی ہے۔

> غیر بی جے پی پارٹیاں بھی بی جے پی کے گڑھے گئے بیانیہ کے دباؤ میں آکر مسلمانوں کا نام لیتے ہوئے ڈرتی ہیں اور مسلمانوں کا نام لیتے ہوئے ان کے لیڈروں کی زبانوں پر بھی آبلے پڑ جاتے ہیں لیکن 2024 کے لوک سبھا انتخابات میں ان کی ریڑھ کی ہڈی مسلم ووٹوں کی وجہ سے مضبوط ہوئی ہے جبکہ پوری انتخابی مہم میں مسلمانوں کے مسائل کا ان پارٹیوں نے ذکر تک بھی گوارا نہیں کیا۔

zuberi019@gmail.com

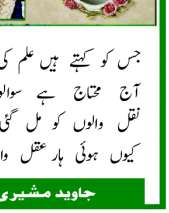

آئینہ

جس کو کہتے ہیں علم کی دولت
آج محتاج ہے سوالوں کی
نقل والوں کو مل گئی دگری
کیوں ہوئی ہار عقل والوں کی

جاوید مشیری

تباہ ہوتا نظام امتحان اور ملک کا مستقبل

مکرمی! امتحان خواہ مقابلہ جاتی ہو یا صلاحیت کی قدر پیمائی کا، ممتحن، منتظم، نگراں، معائنہ کار اور امیدوار سبھی سے مطالبہ مقررہ اخلاقی ضابطوں و اصول کی 100 فیصد پاس داری کا مطالبہ کرتا ہے۔ اسی لیے پوری دنیا کے ماہرین تعلیمات کی نظر میں متفقہ طور پر یہ بات مسلّم ہے کہ کسی ملک نظام امتحان کی خرابی اس ملک کے سبھی باشندوں کی بے رحم ہمہ جہت تباہیوں کا پیش خیمہ اور تنبیہ ہے۔ بدقسمتی سے ہمارے ملک ہندوستان میں بھی تعلیمی انحطاط کا نچلا عام اور مقابلہ جاتی و اہلیتی امتحانات کے تئیں بد دیانتی کا سلسلہ رائج ہو چکا ہے۔ امتحانات کی اخلاقیات کو طرح طرح سے تباہ کرنے کی منحوس کوششیں کی جارہی ہیں جس کے نتیجے میں بعض امتحانات کا عدم قرار دے دیے جاتے ہیں اور ان کے دوبارہ انعقاد کے باب میں تاریخ پر تاریخ کے اعلانات کر کے خواہ مخواہ کی ناقابل برداشت تاخیری پریشانیوں سے نوجوان طلبا کو دوچار کیا جاتا ہے۔ 5 مئی 2024 کو میڈیکل کورسز میں داخلہ کے لیے لیے جانے والے امتحان یو۔ جی نیٹ (UG-NEET) کے سوالات کی خرید و فروخت اور بعض مراکز امتحانات پر ہونے والی اعلیٰ سطحی خیانت کاری اور 4 جون 2024 کو آنے والے اس کے نتائج کی نمبراتی گڑبڑی نے پورے ملک کو نئی نوعیت کے مطالبوں اور دھرنوں سے دوچار کر دیا ہے۔ بی۔ وی۔ ڈی چینلوں کو ایک نئی نوعیت کے دنگلوں میں تبدیل کر دیا ہے، چوروں اور اچکوں کو اہل قرار دے کر ملک کی ہزاروں سیٹوں کو ناانصافی کے الاؤ کے حوالے کر دیا ہے۔ اس آگ پر نیل چھڑکنے کا کام قومی جانچ ایجنسی کے ہی زیر اہتمام منعقد ہونے والے یو نیورسٹی گرانٹس کمیشن کے قومی اہلیتی امتحان کے انعقاد کی بابت ہونے والی بدنظمی کے واقعے نے کیا۔ چنانچہ 18 جون 2024 کو یو نیورسٹی گرانٹس کمیشن کے نیٹ کا امتحان بھی بعد میں صرف اس لیے رد کر دیا گیا کہ اس کے سوالات پہلے سے ہی ایک جوچکے تھے اور لاکھوں محنتی طلبا کے ساتھ ناانصافی کا شائبہ تھا۔

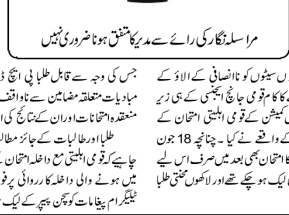

مراسلہ نگار کی رائے سے مدیر کا متفق ہونا ضروری نہیں

کمرۂ امتحان میں متعلقہ جاتی ہو یا صلاحیت کی قدر پیمائی کا، ممتحن، منتظم، نگراں، معائنہ کار اور امیدوار سبھی سے مطالبہ مقررہ اخلاقی ضابطوں و اصول کی 100 فیصد پاس داری کا مطالبہ کرتا ہے۔ اسی لیے پوری دنیا کے ماہرین تعلیمات کی نظر میں متفقہ طور پر یہ بات مسلّم ہے کہ کسی ملک نظام امتحان کی خرابی اس ملک کے سبھی باشندوں کی بے رحم ہمہ جہت تباہیوں کا پیش خیمہ اور تنبیہ ہے۔ بدقسمتی سے ہمارے ملک ہندوستان میں بھی تعلیمی انحطاط کا نچلا عام اور مقابلہ جاتی و اہلیتی امتحانات کے تئیں بد دیانتی کا سلسلہ رائج ہو چکا ہے۔ امتحانات کی اخلاقیات کو طرح طرح سے تباہ کرنے کی منحوس کوششیں کی جارہی ہیں جس کے نتیجے میں بعض امتحانات کا عدم قرار دے دیے جاتے ہیں اور ان کے دوبارہ انعقاد کے باب میں تاریخ پر تاریخ کے اعلانات کر کے خواہ مخواہ کی ناقابل برداشت تاخیری پریشانیوں سے نوجوان طلبا کو دوچار کیا جاتا ہے۔ 5 مئی 2024 کو میڈیکل کورسز میں داخلہ کے لیے لیے جانے والے امتح